ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

سیرتِ نبوی ﷺ میں تحقیقِ خبر اور ذمہ دارانہ ابلاغ کے اصول: ڈیجیٹل دور کے اطلاعاتی چیلنجز کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

Principles of News Verification and Responsible Communication in the Prophetic Seerah: An Analytical Study in the Context of Information Challenges of the Digital Age

1. Azeem Tariq
MPhil, Institute of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University (BZU), Multan, Pakistan.
Email: azeemtariq4852@gmail.com
2. Asama Asim
Lecturer, Multan University of Science and Technology, Multan, Punjab, Pakistan.
Email: asma.asim975@gmail.com
3. Muhammad Kausar
Lecturer, Department of Islamic studies, The University of Lahore (UOL), Lahore, Pakistan.
Email: muhammad.kausar@ais.uol.edu.pk

Abstract

The unprecedented growth of digital communication has transformed the creation, circulation, and reception of information. Although digital platforms have widened access to knowledge and public participation, they have simultaneously increased the risks of misinformation, deliberate disinformation, false attribution, rumor, privacy violations, reputational harm, and manipulated audiovisual content. This study examines the principles of news verification and responsible communication in the Prophetic Seerah and evaluates their contemporary relevance. Using descriptive, analytical, and applied approaches, it analyzes Qur'anic directives, authentic Prophetic traditions, selected incidents from the Seerah, and contemporary research on information disorder. The study argues that the Prophetic model establishes an integrated ethical and epistemological framework based on verification, source assessment, evidentiary responsibility, corroboration, truthfulness, accurate attribution, restraint, protection of human dignity, privacy, appropriate context, and avoidance of preventable harm. Particular attention is given to the incident of al-Ifk as a significant model for understanding rumor, unverified transmission, evidentiary caution, and collective responsibility. Contemporary studies concerning misinformation are also examined to demonstrate the urgency of these principles in the digital environment. The article ultimately proposes an applied framework grounded in verification before transmission, authenticity of attribution, plurality of evidence, proportionality, contextual judgment, transparency regarding uncertainty, protection of dignity, and corrective accountability.

Keywords: Prophetic Seerah, News Verification, Responsible Communication, Misinformation, Digital Media, Communication Ethics, Information Integrity

تعارف

انسانی معاشرے میں خبر صرف معلومات کی منتقلی کا وسیلہ نہیں بلکہ فرد اور اجتماع کے فہم، فیصلوں، رجحانات، باہمی تعلقات اور معاشرتی اعتماد کی تشکیل کا ایک طاقت ور عامل ہے۔ جدید ڈیجیٹل ماحول نے خبر کے ابلاغ کو غیر معمولی رفتار، وسعت اور اثر پذیری عطا کر دی ہے۔ اب ایک مختصر پیغام، تصویر، ویڈیو، صوتی کلپ یا کسی معروف شخصیت سے منسوب جملہ چند لمحوں میں ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد تک پہنچ سکتا ہے۔ اس سہولت نے معلومات تک رسائی کو آسان بنایا ہے، مگر اس کے ساتھ غیر مصدقہ اطلاعات، جھوٹی نسبتوں، مصنوعی تصاویر و آوازوں، سیاق سے کاٹے ہوئے بیانات، سنسنی خیز عنوانات، کردار کشی اور غیر ذمہ دارانہ اشاعت کے نئے مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

اسلامی تعلیمات میں خبر اور ابلاغ کو اخلاقی ذمہ داری سے الگ نہیں کیا گیا۔ قرآن مجید نے تثبت، تبین، قولِ سدید، حسنِ ظن، عدلِ شہادت، عدمِ تجسس، عدمِ غیبت اور علم کے بغیر کسی امر کی پیروی سے اجتناب کے اصول واضح کیے ہیں، جبکہ رسول اکرم ﷺ کی سیرت ان اصولوں کی عملی تعبیر فراہم کرتی ہے۔ واقعۂ افک، مختلف اطلاعات کی تحقیق، گواہی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشاورت، ذمہ دارانہ نقل اور مختلف طبقات سے ابلاغ کے نبوی طریقوں میں ایسا جامع منہج سامنے آتا ہے جس میں خبر کی صحت کے ساتھ اس کا ماخذ، نسبت، سیاق، مخاطب، ممکنہ ضرر اور مقصد بھی ملحوظ رکھا جاتا ہے۔

زیرِ نظر تحقیق کا بنیادی مقصد سیرتِ نبوی ﷺ میں تحقیقِ خبر اور ذمہ دارانہ ابلاغ کے اصولوں کو منظم صورت میں واضح کرنا اور ڈیجیٹل دور کے اطلاعاتی چیلنجز کے تناظر میں ان کی معاصر تطبیق کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرنا ہے۔ اس مطالعے میں قدیم اور جدید ذرائع کو بعینہٖ مساوی قرار دینے کے بجائے مستقل اخلاقی اصولوں اور متغیر تکنیکی وسائل کے درمیان علمی امتیاز قائم رکھا گیا ہے۔

مبحث اول: سیرتِ نبوی ﷺ میں تحقیقِ خبر کے اصول اور عملی منہج

اسلامی تصورِ خبر میں تحقیق اور تثبت ایک احتیاطی اخلاق سے بڑھ کر عدل اور انسانی حقوق کی حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ کسی اطلاع کے متعلق فوری ردِ عمل کے بجائے اس کے ناقل، ماخذ، نوعیت، ممکنہ نتائج اور متعلقہ شواہد کو جانچنا نبوی منہج کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اس کے ساتھ یہ امر بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے کہ تحقیقِ خبر کو بدگمانی اور تجسس میں تبدیل نہ کیا جائے۔ جائز تحقیق کسی حق، فیصلہ یا اجتماعی مصلحت کے لیے ہوتی ہے، جبکہ لوگوں کے پوشیدہ عیوب کی غیر ضروری کھوج اخلاقی طور پر ممنوع ہو سکتی ہے۔ اس مبحث میں پہلے خبر کے ماخذ اور تصدیق، پھر افواہ اور غلط نسبت، اور آخر میں قرائن، شہادت اور متعدد ذرائع سے معلومات کی تحقیق کے اصولوں کا جائزہ لیا جائے گا۔

ا۔ خبر کی تصدیق، تثبت اور ماخذ کی جانچ کے نبوی اصول

خبر کی صحت معلوم کرنے کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ اسے محض اس لیے قابلِ قبول نہ سمجھ لیا جائے کہ وہ ہمارے ذہنی رجحان، جذبات یا پہلے سے قائم رائے سے ہم آہنگ ہے۔ کسی اطلاع کا بار بار سامنے آنا، معروف لوگوں کی طرف سے نقل ہونا یا بڑی تعداد میں پھیل جانا بذاتِ خود اس کے صحیح ہونے کی دلیل نہیں۔ تحقیقِ خبر کا علمی تقاضا یہ ہے کہ خبر کے اصل ماخذ، ناقل کی حیثیت، زمانی و مکانی سیاق اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ممکنہ ضرر کو دیکھا جائے۔ خصوصاً ایسی خبر جو کسی فرد، خاندان، ادارے یا جماعت کے بارے میں منفی فیصلہ پیدا کر سکتی ہو، اس میں مزید احتیاط درکار ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ﴾[1]

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق کوئی خبر لے کر آئے تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

اس آیت میں "فَتَبَيَّنُوا" محض عمومی احتیاط کا حکم نہیں بلکہ خبر اور اقدام کے درمیان تحقیق کا لازمی مرحلہ قائم کرتا ہے۔ آیت میں تحقیق نہ کرنے کا نتیجہ "کسی قوم کو نادانی میں نقصان پہنچانا" بیان ہوا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ خبر کی تحقیق براہِ راست حقوق العباد سے متعلق ہے۔

[1] Al-Ḥujurāt, 49:6.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

کسی غلط خبر پر قائم رائے اگر محض ذہن تک محدود ہو تو ایک درجے کی خرابی ہے، لیکن اسی خبر کی بنیاد پر کسی کی عزت، ملازمت، قانونی حیثیت یا سماجی مقام کو نقصان پہنچایا جائے تو اس کے نتائج زیادہ شدید ہو جاتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں ایک غیر مصدقہ تصویری نقل، مختصر ویڈیو یا کسی فرد کے نام سے منسوب جملہ بہت تیزی سے اجتماعی فیصلہ پیدا کر سکتا ہے۔ قرآنی اصول یہ ہے کہ جتنا زیادہ ممکنہ ضرر ہو اتنی ہی زیادہ تحقیق ضروری ہو گی۔

اسی تناظر میں قرآن مجید ایک اور اہم اصول بیان کرتا ہے:

﴿وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ ۖ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ مِنْهُمْ﴾[2]

ترجمہ: اور جب ان کے پاس امن یا خوف سے متعلق کوئی خبر آتی ہے تو اسے پھیلا دیتے ہیں، حالاں کہ اگر اسے رسول اور اپنے اہلِ امر کی طرف لوٹاتے تو ان میں سے صحیح نتیجہ اخذ کرنے والے لوگ اس کی حقیقت جان لیتے۔

یہ آیت تحقیقِ خبر کے ساتھ "مناسب مرجع" کا اصول قائم کرتی ہے۔ ہر اطلاع کو عوام کے درمیان گردش میں ڈالنا ضروری نہیں۔ بعض خبریں ایسی ہوتی ہیں جنہیں متعلقہ ماہر، ذمہ دار یا فیصلہ ساز فرد تک پہنچانا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ خبر کی صحت اور خبر کی اشاعت کی مصلحت دو الگ علمی مراحل ہیں۔ کوئی خبر درست بھی ہو سکتی ہے، لیکن اس کا قبل از وقت یا غیر ذمہ دارانہ ابلاغ نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ جنگ، امن، قومی سلامتی، عدالتی مقدمات اور ذاتی معلومات سے متعلق معاصر مسائل اس قرآنی اصول کی معنویت کو واضح کرتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ»[3]

ترجمہ: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کرتا پھرے۔

یہ حدیث ناقل کی ذمہ داری کو انتہائی واضح کر دیتی ہے۔ جھوٹ کی اخلاقی ذمہ داری صرف اس شخص تک محدود نہیں جو پہلی مرتبہ جھوٹی بات گھڑتا ہے؛ غیر تحقیق شدہ بات کو مسلسل پھیلانے والا شخص بھی کذب کے پھیلاؤ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ آج خبر کی اشاعت پر روایتی اداروں کی اجارہ داری نہیں رہی۔ ہر سوشل میڈیا صارف کسی نہ کسی سطح پر ناشر ہے۔ لہٰذا "مجھے کسی نے بھیجی تھی" اخلاقی ذمہ داری ختم نہیں کرتا۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث با قاعدہ "ہر سنی ہوئی بات بیان کرنے کی ممانعت" کے باب میں روایت ہوئی ہے، جو اس مفہوم کو مزید مؤکد کرتی ہے۔

امام مسلم بن حجاج اپنی صحیح کے مقدمے میں خبر اور روایت کی جانچ کے اصول پر لکھتے ہیں:

«أَنْ لَا يَرْوِيَ مِنْهَا إِلَّا مَا عَرَفَ صِحَّةَ مَخَارِجِهِ وَالسِّتَارَةَ فِي نَاقِلِيهِ»[4]

ترجمہ: آدمی صرف وہی روایت بیان کرے جس کے مخرج کی صحت اور ناقلین کی دیانت سے واقف ہو۔

امام مسلم کی یہ منہجی تصریح اسلامی علمی روایت میں ماخذ کی جانچ کی اہمیت کو نمایاں کرتی ہے۔ یہاں خبر کی خوب صورتی، مقبولیت یا موافقت کو معیار نہیں بنایا گیا بلکہ مخرج اور ناقل دونوں کی جانچ کا اصول قائم کیا گیا ہے۔ یہی اصول معاصر خبر رسانی میں بھی قابلِ تطبیق ہے۔ کسی بیان کے

---

[2] Al-Nisāʾ, 4:83.
[3] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, al-Muqaddimah, Bāb al-Nahy ʿan al-Ḥadīth bi-Kulli mā Samiʿa, Ḥadīth No. 5.
[4] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, al-Muqaddimah, Bāb Wujūb al-Riwāyah ʿan al-Thiqāt wa-Tark al-Kadhdhābīn.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

الفاظ کتنے ہی مؤثر کیوں نہ ہوں، اگر ماخذ نامعلوم ہے تو اسے مصدقہ خبر کی طرح پیش کرنا علمی امانت کے خلاف ہے۔ امام مسلم نے اپنے مقدمے میں قرآن کی آیتِ تبین کو بھی خبر کے قبول ورد کے اصولی پس منظر میں ذکر کیا ہے۔

ان نصوص کی روشنی میں تحقیقِ خبر کے چار بنیادی مراحل سامنے آتے ہیں: خبر کے اصل ماخذ تک پہنچنا، ناقل یا ذریعہ کی قابلِ اعتماد حیثیت جانچنا، دوسری دستیاب شہادت سے خبر کا تقابل کرنا، اور خبر کے ممکنہ اثرات کو دیکھ کر اشاعت یا عدمِ اشاعت کا فیصلہ کرنا۔

۲۔ افواہ، غیر مصدقہ اطلاع اور غلط نسبت کے بارے میں نبوی طرزِ عمل

افواہ کی قوت عموماً ثبوت میں نہیں بلکہ تکرار، سنسنی اور جذباتی اثر میں ہوتی ہے۔ جب ایک ہی غیر مصدقہ بات مختلف افراد یا صفحات سے بار بار سامنے آئے تو انسانی ذہن اسے حقیقت کے زیادہ قریب سمجھنے لگتا ہے۔ واقعۂ افک اس انسانی اور سماجی کمزوری کی ایک نہایت واضح تاریخی مثال ہے۔ قرآن مجید نے اس واقعے کے ذریعے صرف بہتان تراشنے والوں کی مذمت نہیں کی بلکہ ان افراد کے رویے کی بھی اصلاح کی جو بغیر علم اس بات کو ایک دوسرے سے نقل کرتے رہے۔ یوں اسلامی ابلاغی اخلاقیات میں افواہ کے خالق اور غیر محتاط ناقل دونوں کی ذمہ داری زیرِ بحث آتی ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنْفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَذَا إِفْكٌ مُبِينٌ﴾[5]

ترجمہ: جب تم نے یہ بات سنی تھی تو مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں نے اپنے لوگوں کے بارے میں اچھا گمان کیوں نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے؟

یہاں حسنِ ظن کو خبر کی تحقیق کا متبادل نہیں بنایا گیا، بلکہ ثبوت سے پہلے منفی اخلاقی فیصلہ قائم کرنے سے روکا گیا ہے۔ کسی معروف صالح انسان کے بارے میں اچانک کوئی سنگین الزام سامنے آئے تو اسلامی منہج کا تقاضا یہ نہیں کہ اسے فوراً سچ مان لیا جائے۔ حسنِ ظن ایک ابتدائی اخلاقی حفاظتی حصار ہے جو انسان کو ثبوت آنے تک کردار کشی سے روکتا ہے۔ معاصر ڈیجیٹل ماحول میں جہاں الزامات چند لمحوں میں پھیل جاتے ہیں، یہ اصول غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔

اسی واقعے کے بارے میں فرمایا:

﴿إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾[6]

ترجمہ: جب تم اس بات کو اپنی زبانوں سے ایک دوسرے سے لیتے جاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ بات کہتے تھے جس کا تمہیں علم نہ تھا، اور تم اسے معمولی سمجھتے تھے حالاں کہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بڑی بات تھی۔ اور جب تم نے اسے سنا تو کیوں نہ کہا کہ ہمیں اس بارے میں بات کرنا مناسب نہیں؛ پاک ہے تو، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

ان آیات میں افواہ کے پھیلاؤ کا ایک مکمل سماجی نقشہ سامنے آتا ہے: ایک شخص نے سنا، دوسرے تک پہنچایا، دوسرے نے تیسرے سے ذکر کیا، اور رفتہ رفتہ ایک غیر ثابت بات اجتماعی گفتگو میں تبدیل ہو گئی۔ قرآن اس عمل کو معمولی نہیں سمجھتا۔ موجودہ دور میں "شیئر"، "فارورڈ" اور

[5] Al-Nūr, 24:12.
[6] Al-Nūr, 24:15–16.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

دوبارہ اشاعت زبان سے زبان تک نقل کی اسی انسانی عادت کو غیر معمولی تکنیکی قوت فراہم کرتے ہیں۔ ایک شخص خبر کا خالق نہ بھی ہو تو اسے پھیلانے میں شریک ہو سکتا ہے۔ اس لیے ذمہ دارانہ ابلاغ کی پہلی تربیت یہ ہے کہ "کیا یہ دل چسپ ہے؟" سے پہلے "کیا یہ ثابت ہے؟" پوچھا جائے۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنی طرف جھوٹی نسبت کے بارے میں فرمایا:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»[7]

ترجمہ: جو شخص میری طرف جھوٹ منسوب کرے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

یہ حدیث مذہبی معلومات کی اشاعت میں خصوصی احتیاط کا تقاضا کرتی ہے۔ سوشل میڈیا پر بہت سی دعائیں، اقوال اور حکایات "حدیث" کے نام سے گردش کرتی ہیں۔ کسی جملے کا مفہوم اچھا ہونا اس کی نبوی نسبت ثابت نہیں کرتا۔ نبی اکرم ﷺ کی طرف نسبت بذاتِ خود ایک علمی دعویٰ ہے جس کے لیے معتبر حدیثی ماخذ ضروری ہے۔ صحیح البخاری میں یہ حدیث کتاب العلم، حدیث 107 کے تحت محفوظ ہے۔

اس سے بھی زیادہ صریح روایت میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ»[8]

ترجمہ: جو شخص میری طرف ایسی حدیث نقل کرے جس کے بارے میں اسے معلوم یا غالب گمان ہو کہ وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

یہ روایت غلط مذہبی مواد کو آگے بڑھانے والے کی ذمہ داری کو واضح کرتی ہے۔ یہاں اصل جھوٹ ایجاد کرنا ہی جرم نہیں، بلکہ اس کے جھوٹ ہونے کا قوی اندیشہ رکھتے ہوئے اسے نقل کرنا بھی قابلِ مؤاخذہ ہے۔ معاصر ماحول میں یہ اصول اس وقت خاص اہمیت رکھتا ہے جب کسی حدیث کے نیچے کوئی معتبر حوالہ نہ ہو یا اس کے متعلق علمی تحقیق آسانی سے دستیاب ہو۔ صحیح مسلم کے مقدمے میں یہ روایت سمرہ بن جندب اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہما سے نقل ہوئی ہے۔

واقعۂ افک میں حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا:

«يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي، وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا»[9]

ترجمہ: اے اللہ کے رسول! میں اپنی سماعت اور بصارت کو ایسی بات سے محفوظ رکھتی ہوں جسے میں نہیں جانتی؛ اللہ کی قسم! میں نے ان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانا۔

یہ جواب شہادت اور اطلاع کی اخلاقیات کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے ذاتی علم کی حد سے تجاوز نہیں کیا۔ انہوں نے سنی سنائی بات کو اپنی شہادت نہیں بنایا اور مسابقت کے انسانی پہلو کے باوجود انصاف سے کام لیا۔ تحقیقِ خبر میں یہی بنیادی سوال ہے: "میں نے خود کیا دیکھا؟ کیا سنا؟ اور حقیقتاً کیا جانتا ہوں؟" ذاتی رائے، احتمال اور ثابت شدہ علم کو الگ رکھنا ذمہ دارانہ ابلاغ کی بنیادی شرط ہے۔

---

[7] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-ʿIlm, Bāb Ithm man Kadhaba ʿalā al-Nabī ﷺ, Ḥadīth No. 107.

[8] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, al-Muqaddimah, Bāb Wujūb al-Riwāyah ʿan al-Thiqāt.

[9] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Shahādāt, Bāb Taʿdīl al-Nisāʾ Baʿḍihinna Baʿḍan, Ḥadīth No. 2661.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

۳۔ تحقیقِ خبر میں قرائن، شہادت اور متعدد ذرائع سے تصدیق کا منہج

سنگین خبر کی تحقیق بعض اوقات ایک ہی ذریعے سے مکمل نہیں ہوتی۔ خبر کے متن، حالات، متعلقہ اشخاص، ظاہری قرائن، سابقہ معروف کردار اور الگ الگ ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات کو باہم دیکھنا ضروری ہو سکتا ہے۔ نبوی منہج میں ایسا کوئی میکانکی قاعدہ نہیں کہ ہر خبر کے لیے لازماً ایک ہی تعداد میں ذرائع ہوں، بلکہ خبر کی نوعیت اور اس کے ممکنہ اثر کے مطابق ثبوت کی قوت دیکھی جاتی ہے۔ واقعۂ افک میں مختلف متعلقہ افراد سے دریافت کرنا اسی اصول کی عملی مثال ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾[10]

ترجمہ: اس چیز کے پیچھے نہ پڑو جس کا تمہیں علم نہیں؛ یقیناً کان، آنکھ اور دل، ان سب کے بارے میں بازپرس ہو گی۔

یہ آیت علم، ادراک اور ذمہ داری کے تعلق کو قائم کرتی ہے۔ انسان صرف اس بات کا ذمہ دار نہیں جو خود کہتا ہے، بلکہ سنی، دیکھی اور سمجھی گئی معلومات سے اخذ کردہ موقف بھی جواب دہی کے دائرے میں آتا ہے۔ جدید دور میں بصری مواد بذاتِ خود ہمیشہ قطعی شہادت نہیں رہا؛ پرانی ویڈیو کو نئے واقعے سے جوڑا جا سکتا ہے، تصویر میں تبدیلی کی جا سکتی ہے اور مصنوعی آواز تیار کی جا سکتی ہے۔ اس لیے "میں نے ویڈیو دیکھی ہے" اور "مجھے واقعے کی حقیقت معلوم ہے" کے درمیان تحقیق کا مرحلہ موجود رہتا ہے۔

عدلِ شہادت کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ﴾[11]

ترجمہ: اے ایمان والو! انصاف پر مضبوطی سے قائم رہنے والے اور اللہ کے لیے گواہی دینے والے بنو، خواہ وہ گواہی خود تمہارے، والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہو۔

یہ آیت خبر کی تحقیق میں غیر جانب داری کی اعلیٰ بنیاد فراہم کرتی ہے۔ کسی سیاسی، مذہبی یا فکری جماعت سے وابستگی اگر شواہد کے معیار کو بدل دے تو تحقیق متاثر ہو جاتی ہے۔ مخالف کے بارے میں کمزور اطلاع فوراً قبول اور اپنے گروہ کے بارے میں مضبوط ثبوت بھی رد کر دینا عدل کے منافی ہے۔ اسلامی منہج خبر کے حق یا باطل ہونے کو ناقل سے ذاتی پسند یا ناپسند سے آزاد کر کے شہادت کی قوت کے مطابق دیکھنے کی تعلیم دیتا ہے۔

واقعۂ افک میں رسول اکرم ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہما سے متعلقہ معلومات حاصل کیں۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

«أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا»[12]

ترجمہ: یہ آپ کے اہل ہیں اور ہم ان کے بارے میں خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے۔

---

[10] Al-Isrāʾ, 17:36.
[11] Al-Nisāʾ, 4:135.
[12] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Shahādāt, Bāb Idhā ʿAddala Rajulun Aḥadan, Ḥadīth No. 2637.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اسی روایت میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے بھی ایسی بات کے بارے میں سوال ہوا جو الزام کی تائید کر سکتی ہو، لیکن انہوں نے کوئی معتبر منفی چیز بیان نہ کی۔ یہ طرزِ عمل اس بات کی مثال ہے کہ الزام کے بارے میں براہِ راست علم رکھنے والے یا متعلقہ شخص کے قریب رہنے والوں سے الگ الگ معلومات حاصل کی گئیں۔ محض معاشرتی شور کو دلیل نہیں بنایا گیا۔ صحیح البخاری میں یہ واقعہ حدیث 2637 کے تحت مذکور ہے۔

عزت وعفت سے متعلق سنگین الزام کے باب میں فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوهُمْ ثَمَانِينَ جَلْدَةً﴾[13]

ترجمہ: اور جو لوگ پاک دامن عورتوں پر تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں، انہیں اسی کوڑے مارو۔

یہ آیت ایک مخصوص شرعی جرم اور اس کے قانونی معیارِ شہادت سے متعلق ہے؛ اس لیے اس قانونی تعداد کو ہر قسم کی خبر پر منطبق کرنا درست نہیں۔ البتہ اس سے یہ بنیادی اصول سامنے آتا ہے کہ جتنا سنگین دعویٰ ہو، اتنا ہی مضبوط ثبوت مطلوب ہو گا۔ کسی شخص کی عصمت، کردار یا عزت سے متعلق الزام محض مبہم اطلاع پر نہیں پھیلایا جا سکتا۔ جدید ذرائع میں ایک نامعلوم حساب یا غیر واضح تصویری نقل کی بنیاد پر کسی کے خلاف اجتماعی مہم چلانا اسی احتیاطی روح سے متصادم ہے۔

مبحث دوم: سیرتِ نبوی ﷺ میں ذمہ دارانہ ابلاغ کے اخلاقی و عملی ضوابط

خبر کی تحقیق کے بعد دوسرا مرحلہ ابلاغ کا ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر میں کسی بات کا صحیح ہونا ہی کافی نہیں کہ اسے ہر حال میں عام کر دیا جائے۔ ابلاغ میں صدق، درست نسبت، انسانی حرمت، خیر، حکمت، رازداری اور ممکنہ ضرر سب قابلِ لحاظ ہیں۔ بعض اوقات ایک واقعہ صحیح ہوتا ہے، لیکن اس کی غیر ضروری اشاعت کسی شخص کی عزت یا امن کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بعض اوقات اصل جملہ درست ہوتا ہے لیکن سیاق سے الگ کر کے ایسا مفہوم پیدا کیا جاتا ہے جو اصل موقف کے خلاف ہو۔ نبوی ابلاغ اس قسم کی جزوی صداقت کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ قول و نسبت کی مجموعی درستی اور اخلاقی نتیجے کو بھی اہم قرار دیتا ہے۔

ا۔ صدق، امانت اور صحتِ نقل کے اصول

ابلاغی نظام میں اعتماد اسی وقت قائم رہتا ہے جب مخاطب کو یقین ہو کہ ناقل اپنی معلومات میں جھوٹ، مبالغہ، تحریف اور غیر ضروری قیاس کو شامل نہیں کر رہا۔ صدق صرف ایک اخلاقی خوبی نہیں بلکہ پورے اطلاعاتی نظام کی بنیاد ہے۔ اگر معاشرہ کسی خبر، ادارے، عالم یا صحافی پر اعتماد نہ کر سکے تو صحیح معلومات بھی مشکوک ہو جاتی ہیں۔ اس لیے اسلامی ابلاغ میں صدق فرد کی نجات اور اجتماعی اعتماد دونوں سے متعلق ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا﴾[14]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی اور درست بات کہا کرو۔

"قولِ سدید" محض کھلے جھوٹ سے بچنے تک محدود نہیں۔ ایسا بیان جو لفظاً درست ہو مگر سیاق، نسبت یا انتخاب کے ذریعے غلط تاثر پیدا کرے، قولِ سدید کے اعلیٰ معیار سے ہم آہنگ نہیں رہتا۔ موجودہ ذرائع میں کسی طویل گفتگو کے چند سیکنڈ کاٹ کر ایسا مفہوم پیدا کرنا جو مقرر کے حقیقی موقف کے خلاف ہو، اسی مسئلے کی مثال ہے۔ صحیح ابلاغ میں بیان، نسبت اور سیاق تینوں کی صحت ضروری ہے۔

---

[13] Al-Nūr, 24:4.
[14] Al-Aḥzāb, 33:70.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾[15]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

یہ آیت صدق کو فرد کے قول سے آگے بڑھا کر اجتماعی وابستگی کا معیار بناتی ہے۔ انسان کن ذرائع سے معلومات لیتا ہے، کن لوگوں کے اقوال کو بلا تحقیق آگے بڑھاتا ہے اور کس اطلاعاتی ماحول کا حصہ بنتا ہے، یہ سب اس کے ابلاغی کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ "سچوں کے ساتھ ہونا" ایسے علمی اور سماجی ماحول کی تشکیل کا تقاضا کرتا ہے جس میں سچائی کو سنسنی اور مقبولیت پر ترجیح دی جائے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ ... وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ»[16]

ترجمہ: سچ کو لازم پکڑو، کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے؛ اور جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ بدکرداری کی طرف لے جاتا ہے۔

یہ حدیث صدق کو وقتی فعل کے بجائے مسلسل کردار کے طور پر پیش کرتی ہے۔ جو شخص ہر خبر کو تحقیق کے بغیر آگے بڑھاتا ہے، رفتہ رفتہ صحت سے زیادہ سرعت یا مقبولیت کو ترجیح دینے لگتا ہے۔ اس کے برعکس مسلسل تحقیق، تصدیق اور اصلاح صدق کی عادت پیدا کرتی ہے۔ صحیح مسلم میں یہ حدیث کتاب البر والصلۃ والآداب میں حدیث 2607 کے طور پر موجود ہے۔

صحیح نقل کی اہمیت پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ»[17]

ترجمہ: اللہ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی، پھر اسے اسی طرح پہنچایا جیسے سنی تھی؛ کیونکہ بعض اوقات جسے بات پہنچائی جاتی ہے وہ سننے والے سے زیادہ سمجھ رکھنے والا ہوتا ہے۔

"فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ" صحتِ نقل کا انتہائی اہم نبوی معیار ہے۔ ناقل کو اصل قول میں اپنی طرف سے ایسی تبدیلی نہیں کرنی چاہیے جو معنی بدل دے۔ عصرِ حاضر میں مذہبی، سیاسی اور علمی بیانات کو مختصر کرتے وقت اسی امانت کی ضرورت ہے۔ جامع الترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح قرار دیا ہے، حدیث 2657۔

ان نصوص کی روشنی میں ذمہ دار ابلاغ کے لیے صرف "جھوٹ نہ بولنا" کافی نہیں بلکہ اصل عبارت کی حفاظت، صحیح نسبت، مناسب سیاق اور ناقل کی امانت بھی لازمی عناصر ہیں۔

---

[15] Al-Tawbah, 9:119.

[16] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah wa-al-Ādāb, Bāb Qubḥ al-Kadhib wa-Ḥusn al-Ṣidq wa-Faḍlihi, Ḥadīth No. 2607.

[17] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Kitāb al-ʿIlm, Bāb Mā Jāʾa fī al-Ḥathth ʿalā Tablīgh al-Samāʿ, Ḥadīth No. 2657.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

۲۔انسانی عزت، رازداری اور عدم ایذا کی رعایت

معلوماتی معاشرے میں انسانی عزت اور رازداری کا مسئلہ پہلے سے کہیں زیادہ حساس ہو گیا ہے۔ کسی شخص کی نجی گفتگو، تصاویر، گھر کے معاملات، بیماری، مالی مشکلات یا ماضی کی لغزشیں آسانی سے اجتماعی تماشے میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔ اسلامی تعلیمات اس تصور کو قبول نہیں کرتیں کہ جو کچھ تکنیکی طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے وہ اخلاقی طور پر بھی قابلِ اشاعت ہے۔ خبر کی تحقیق اور بلاضرورت لوگوں کے نجی عیوب کی کھوج کے درمیان واضح امتیاز ضروری ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾[18]

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بے شک بعض گمان گناہ ہیں؛ اور تجسس نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

یہ آیت تین مربوط اطلاعاتی خرابیوں کو یکجا کرتی ہے: بدگمانی، تجسس اور غیبت۔ پہلے بے بنیاد ذہنی گمان پیدا ہوتا ہے، پھر انسان اس گمان کے ثبوت کے لیے لوگوں کی پوشیدہ زندگی کھوجنے لگتا ہے، اور آخرکار حاصل مواد دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ جدید ڈیجیٹل ماحول میں یہی سلسلہ نجی پیغامات کی اشاعت، خفیہ تصاویر اور غیر ضروری کردار کشی کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ تحقیقِ خبر جائز مصلحت کے تابع ہے؛ تجسس محض کسی کی کمزوری دریافت کرنے کی خواہش بھی ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَ إِثْمًا مُبِينًا﴾[19]

ترجمہ: اور جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو بغیر کسی جرم کے ایذا دیتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔

یہاں ابلاغ کے "اثر" کو اخلاقی ذمہ داری کا حصہ بنایا گیا ہے۔ کسی غیر ثابت الزام کے ذریعے کسی شخص کی ذہنی، خاندانی، سماجی یا معاشی زندگی متاثر کرنا محض معلوماتی غلطی نہیں رہتا۔ ڈیجیٹل ماحول میں ایک جھوٹا الزام بعد میں حذف ہو جانے کے باوجود مختلف نقول کی شکل میں باقی رہ سکتا ہے۔ اس لیے بعد کی معذرت سے پہلے اشاعت کی احتیاط زیادہ اہم ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَحَسَّسُوا، وَلَا تَجَسَّسُوا»[20]

ترجمہ: بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، اور لوگوں کے عیوب نہ ٹٹولو اور تجسس نہ کرو۔

---

[18] Al-Ḥujurāt, 49:12.
[19] Al-Aḥzāb, 33:58.
[20] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Adab, Ḥadīth No. 6064.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

یہ حدیث معلومات کے حصول کو اخلاقی حدود میں رکھتی ہے۔ اگر کسی خبر کی تحقیق ایک جائز اجتماعی یا قانونی مقصد کے لیے ہو تو وہ ایک الگ معاملہ ہے، لیکن "شاید کچھ مل جائے" کی نیت سے لوگوں کی پوری نجی زندگی کھوجنا نبوی اخلاق سے ہم آہنگ نہیں۔ صحیح البخاری، حدیث 6064 میں یہ روایت موجود ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ»[21]

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

روایتی طور پر "زبان" سے ہونے والا ضرر زبانی گفتگو سے متعلق سمجھا جاتا ہے، مگر جدید دور میں تحریری پوسٹ، تبصرہ، تصویر کی اشاعت اور خبر کا آگے بڑھانا بھی زبان کے ابلاغی کردار ہی کی توسیع ہیں۔ کسی شخص کو جسمانی طور پر نقصان پہنچائے بغیر اس کی عزت یا ذہنی سکون تباہ کرنا بھی ایذا ہے۔ صحیح البخاری میں یہ روایت حدیث 10 کے طور پر موجود ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ»[22]

ترجمہ: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ خیر کی بات کہے یا خاموش رہے۔

یہ حدیث اشاعت کی ضرورت پر ایک مضبوط اخلاقی معیار قائم کرتی ہے۔ ہر درست اطلاع کا بیان کرنا ضروری نہیں۔ بعض صحیح معلومات غیر ضروری تذلیل، اشتعال یا بے فائدہ تجسس پیدا کرتی ہیں۔ امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

«فَإِنْ كَانَ مَا يَتَكَلَّمُ بِهِ خَيْرًا مُحَقَّقًا ... فَلْيَتَكَلَّمْ، وَإِنْ لَمْ يَظْهَرْ لَهُ أَنَّهُ خَيْرٌ فَلْيُمْسِكْ»[23]

ترجمہ: اگر جس بات کا ارادہ ہے اس کا خیر ہونا واضح اور ثابت ہو تو اسے کہے، اور اگر اس کا خیر ہونا واضح نہ ہو تو خاموش رہے۔

امام نووی کی یہ تشریح خبر کی صحت کے بعد ایک دوسرے مرحلے کی طرف رہنمائی کرتی ہے: خبر کا خیر ہونا۔ یوں ذمہ دار ابلاغ میں "کیا یہ درست ہے؟" اور "کیا اسے بیان کرنا مفید اور مناسب ہے؟" دونوں سوال ضروری ہیں۔

۳۔ موقع، مخاطب اور مصلحت کے مطابق ابلاغ کا نبوی اسلوب

صحیح بات ہمیشہ ایک ہی انداز سے بیان نہیں کی جاتی۔ مخاطب کی علمی سطح، نفسیاتی کیفیت، ماحول، وقت اور مقصد کو نظر انداز کر دیا جائے تو درست پیغام بھی غیر مؤثر یا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ نبوی ابلاغ میں حکمت کا مطلب حقیقت چھپانا نہیں، بلکہ حقیقت کو ایسے اسلوب سے پہنچانا ہے جس سے اصل مقصد محفوظ رہے اور غیر ضروری فساد پیدا نہ ہو۔ موجودہ ڈیجیٹل ذرائع میں یہ اصول مزید اہم ہے، کیونکہ عوامی پوسٹ، نجی پیغام، علمی بحث اور بحران سے متعلق اطلاع کا اسلوب یکساں نہیں ہونا چاہیے۔

---

[21] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Īmān, Ḥadīth No. 10.
[22] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Adab, Ḥadīth No. 6018.
[23] Al-Nawawī, Yaḥyā ibn Sharaf, *Al-Minhāj Sharḥ Ṣaḥīḥ Muslim ibn al-Ḥajjāj* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1392 AH), 2:19–20، شرح حديث «فليقل خيراً أو ليصمت».

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[24]

ترجمہ: اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ، اور ان سے اس طریقے سے گفتگو کرو جو سب سے بہتر ہو۔

یہ آیت مواد اور اسلوب دونوں کو اہم قرار دیتی ہے۔ "بالتي هي أحسن" یہ واضح کرتا ہے کہ حق بات بھی ایسے طریقے سے پیش ہونی چاہیے جو اخلاقی طور پر بہتر ہو۔ کسی علمی اختلاف کو تحقیر یا تمسخر میں تبدیل کرنا، نجی اصلاح کو عوامی رسوائی بنانا یا جذباتی عنوان سے غیر ضروری اشتعال پیدا کرنا حکمت کے منافی ہو سکتا ہے۔

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون سے گفتگو کے بارے میں فرمایا گیا:

﴿فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ﴾[25]

ترجمہ: تم دونوں اس سے نرم بات کہنا، شاید وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ مخاطب کی غلطی یا سختی، ابلاغی اخلاق کو ختم نہیں کرتی۔ اگر فرعون جیسے شخص کے سامنے بھی "قولاً ليناً" کی ہدایت ہے تو علمی، مذہبی اور سماجی اختلاف رکھنے والے عام انسان کے ساتھ تحقیر اور فحش زبان کا جواز بدرجہ اولیٰ باقی نہیں رہتا۔

رسول اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجتے ہوئے فرمایا:

«يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلَا تَخْتَلِفَا»[26]

ترجمہ: آسانی پیدا کرنا، دشواری نہ پیدا کرنا، خوش خبری دینا، نفرت نہ دلانا، باہم موافقت رکھنا اور اختلاف نہ کرنا۔

یہ ہدایت ابلاغ میں مخاطب کے اثر کو ملحوظ رکھنے کی روشن مثال ہے۔ صحیح پیغام ایسا نہ ہو کہ غیر ضروری سختی اس کے مقصد کو ختم کر دے۔ موجودہ دینی ابلاغ میں بعض اوقات توجہ تعلیم سے زیادہ اشتعال، تضحیک یا مخالف کو شکست دینے پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ نبوی اصول تعلیم، تیسیر اور عدمِ تنفیر کو ترجیح دیتا ہے۔ صحیح البخاری، حدیث 3038 میں یہ روایت موجود ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ»[27]

ترجمہ: نرمی جس چیز میں ہوتی ہے اسے خوب صورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال دی جائے اسے عیب دار کر دیتی ہے۔

نرمی کا تعلق صرف آواز کے لہجے سے نہیں بلکہ پورے ابلاغی طرز سے ہے۔ کسی اختلاف کو پیش کرنے کی زبان، عنوان، مثال، تصویر اور مخاطب کو دیا جانے والا احترام سب اس کے اندر آتے ہیں۔ صحیح مسلم میں یہ روایت حدیث 2594 کے طور پر موجود ہے۔

---

[24] Al-Naḥl, 16:125.
[25] Ṭā Hā, 20:44.
[26] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*, Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar, Ḥadīth No. 3038.
[27] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah wa-al-Ādāb, Bāb Faḍl al-Rifq, Ḥadīth No. 2594.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ایک اور نبوی معیار یوں بیان ہوا ہے:

«لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ»[28]

ترجمہ: مؤمن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا، فحش گو اور بدزبان نہیں ہوتا۔

یہ حدیث ڈیجیٹل مباحث میں خاص اہمیت رکھتی ہے، جہاں علمی اختلاف جلد ذاتی حملے، نام بگاڑنے اور گالی گلوچ میں بدل جاتا ہے۔ استدلال کی قوت اور زبان کی شائستگی ایک دوسرے کی ضد نہیں۔ جامع الترمذی، حدیث 1977 میں اس روایت کو حسن غریب کہا گیا ہے اور اہلِ حدیث نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

مبحث سوم: ڈیجیٹل دور کے اطلاعاتی چیلنجز اور نبوی منہج کی معاصر تطبیق

ڈیجیٹل ذرائع نے معلومات کی تیاری اور اشاعت کو عام فرد کی دسترس میں دے دیا ہے۔ یہ تبدیلی علمی اور سماجی اعتبار سے بہت مفید ہے، لیکن اس نے غلط معلومات، دانستہ گمراہ کن مواد، تحریف شدہ تصاویر، مصنوعی آوازوں، نجی معلومات کی غیر ذمہ دارانہ اشاعت اور گروہی پروپیگنڈے کے امکانات بھی بڑھا دیے ہیں۔ مسئلہ اب صرف کسی ایک فرد کے جھوٹ بولنے کا نہیں رہا؛ الگورتھمی ترجیحات، تجارتی مفادات، سیاسی مہمات اور اجتماعی نفسیات بھی خبر کے پھیلاؤ کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے نبوی اصولوں کی معاصر تطبیق محض فرد کو نصیحت کرنے تک محدود نہیں ہو سکتی بلکہ تعلیمی، ادارتی، تکنیکی اور اخلاقی سطحوں کو یکجا کرنا ضروری ہے۔

ا۔ جعلی خبروں، افواہوں اور اطلاعاتی انتشار کے معاصر مسائل

معاصر اطلاعاتی ماحول کی نمایاں خصوصیت رفتار، وسعت اور مواد کی مسلسل کثرت ہے۔ درست اور غلط دونوں معلومات ایک ہی ظاہری صورت میں صارف کے سامنے آسکتی ہیں۔ بعض جھوٹی خبریں مکمل طور پر گھڑی جاتی ہیں، بعض میں اصل حقیقت کے ساتھ باطل سیاق شامل کیا جاتا ہے، اور بعض صحیح معلومات کو کسی فرد یا جماعت کو نقصان پہنچانے کے لیے غیر مناسب انداز سے استعمال کیا جاتا ہے۔ مصنوعی ذہانت نے صوتی و بصری مواد کی جعل سازی کو مزید پیچیدہ کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں محض "دیکھ لینا" یا "کسی معروف شخص سے سن لینا" کافی نہیں رہتا۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾[29]

ترجمہ: حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور جانتے بوجھتے حق کو نہ چھپاؤ۔

اس آیت کے اصل سیاق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس سے ایک عمومی اخلاقی اصول سامنے آتا ہے کہ حق اور باطل کا ایسا اختلاط قابلِ مذمت ہے جس سے حقیقت مسخ ہو جائے۔ معاصر اطلاعاتی ماحول میں غلط خبر ہمیشہ سو فی صد جھوٹ نہیں ہوتی۔ کبھی صحیح تصویر کے ساتھ غلط تاریخ لگا دی جاتی ہے، کبھی اصل بیان کا نصف حصہ پیش ہوتا ہے اور کبھی حقیقی واقعے کے ساتھ ایسا عنوان لگا دیا جاتا ہے جو اس کے مفہوم کو بدل دیتا ہے۔ اس نوع کا جزوی سچ بعض اوقات کھلے جھوٹ سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

---

[28] Al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Abwāb al-Birr wa-al-Ṣilah, Bāb Mā Jāʾa fī al-Laʿnah, Ḥadīth No. 1977.

[29] Al-Baqarah, 2:42.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

واقعۂ افک کے سیاق میں فرمایا گیا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾[30]

ترجمہ: بے شک جو لوگ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان میں بے حیائی کی باتیں پھیلیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

اس آیت میں "اشاعت" خود اخلاقی مسئلے کے طور پر سامنے آتی ہے۔ معاصر ذرائع میں رسوائی، جنسی الزامات، نجی ویڈیوز اور کردار کشی سے متعلق مواد بہت تیزی سے توجہ حاصل کرتا ہے۔ خبر صحیح ہونے کی صورت میں بھی اس کی غیر محدود اشاعت ہمیشہ اخلاقی طور پر درست نہیں ہوتی۔ قانونی ضرورت، عوامی مصلحت اور محض تجسس میں فرق ضروری ہے۔

کلیئر وارڈل اور حسین درخشاں نے معاصر اطلاعاتی انتشار میں تین صورتوں کے درمیان امتیاز کیا ہے: غیر ارادی غلط اطلاع، جان بوجھ کر تیار کردہ گمراہ کن اطلاع، اور حقیقی معلومات کو نقصان دہ مقصد کے لیے استعمال کرنا۔[31] یہ تقسیم اس لیے مفید ہے کہ غلط معلومات کے تمام واقعات میں نیت اور اخلاقی ذمہ داری یکساں نہیں ہوتی۔ تاہم صارف کی ذمہ داری ہر حال میں باقی رہتی ہے کہ وہ معلومات کی صحت اور اشاعت کے ممکنہ ضرر پر غور کرے۔

سروش وسوغی، دیب رائے اور سنان آرال نے ایک وسیع تحقیقی مطالعے میں سماجی ذرائع پر 2006ء سے 2017ء تک تقریباً ایک لاکھ چھبیس ہزار خبروں کے پھیلاؤ کا جائزہ لیا۔ ان کا نتیجہ تھا:

"Falsehood diffused significantly farther, faster, deeper, and more broadly than the truth."[32]

ترجمہ: غلط خبریں صحیح خبروں کے مقابلے میں نمایاں طور پر زیادہ دور، زیادہ تیزی، زیادہ گہرائی اور زیادہ وسعت کے ساتھ پھیلیں۔

اس مطالعے میں تقریباً تیس لاکھ صارفین اور چھیالیس لاکھ سے زائد اشاعتی واقعات کا تجزیہ کیا گیا۔ یہ نتیجہ ہر انفرادی جھوٹی خبر کے متعلق حتمی قانون نہیں، بلکہ بڑے نمونے میں سامنے آنے والا رجحان ہے۔ تحقیق نے یہ بھی دکھایا کہ غلط خبریں نسبتاً زیادہ نئی اور حیرت انگیز محسوس ہوتی تھیں، جس سے ان کے اشتراک کا امکان بڑھ سکتا تھا۔ یہ معاصر تجربی تحقیق قرآنی واقعۂ افک کی دلیل نہیں، لیکن انسانی افواہ پسندی کے مسئلے کی موجودہ وسعت کو سمجھنے میں معاون ہے۔

---

[30] Al-Nūr, 24:19.

[31] Claire Wardle and Hossein Derakhshan, *Information Disorder: Toward an Interdisciplinary Framework for Research and Policy Making* (Strasbourg: Council of Europe, 2017), 20.

[32] Soroush Vosoughi, Deb Roy, and Sinan Aral, "The Spread of True and False News Online," *Science* 359, no. 6380 (2018): 1146–1151.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

یونیسکو نے ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے بارے میں واضح کیا ہے کہ یہی ذرائع جو علم اور اظہار تک رسائی میں وسعت پیدا کرتے ہیں، غلط اطلاعات، نفرت انگیز مواد اور معاشرتی تقسیم کے ماحول بھی بن سکتے ہیں۔[33] اس سے واضح ہوتا ہے کہ اطلاعاتی سلامتی صرف انفرادی اخلاق کا مسئلہ نہیں بلکہ ادارتی اور تکنیکی ذمہ داری بھی ہے۔

۲۔ سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع میں خبر کی تصدیق اور ذمہ دارانہ ترسیل

ڈیجیٹل دور میں ہر خبر کی تحقیق ایک ہی درجے کی نہیں ہو سکتی۔ عام روزمرہ اطلاع اور کسی شخص پر سنگین الزام کے لیے مطلوبہ تحقیق برابر نہیں۔ اسی طرح طبی، مالی، مذہبی اور قومی سلامتی سے متعلق اطلاعات میں غلطی کا ممکنہ نقصان زیادہ ہونے کے باعث زیادہ مضبوط تصدیق ضروری ہے۔ بنیادی اصول یہ ہے کہ خبر کو اس کے اصل ماخذ تک پہنچ کر دیکھا جائے، مکمل سیاق معلوم کیا جائے، تاریخ اور مقام جانچا جائے اور ضرورت کے مطابق دوسرے معتبر ذرائع سے تصدیق کی جائے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا﴾[34]

ترجمہ: بے شک گمان حق کے مقابلے میں کچھ کام نہیں آتا۔

"مجھے لگتا ہے"، "یہ ویڈیو حقیقی معلوم ہوتی ہے" یا "اتنے لوگ کہہ رہے ہیں تو بات درست ہو گی" علمی ثبوت نہیں۔ ذمہ دارانہ ابلاغ میں گمان، احتمال اور ثابت شدہ خبر کو الگ الگ درجوں میں رکھنا ضروری ہے۔ جس خبر کی صحت یقینی نہ ہو اسے یقینی انداز میں پیش کرنا علمی امانت کے منافی ہے۔

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾[35]

ترجمہ: جو بات کو سنتے ہیں، پھر اس میں سے بہترین کی پیروی کرتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور یہی عقل والے ہیں۔

مختلف اقوال اور معلومات کو سننے کے بعد امتیاز کرنا عقل کا تقاضا ہے۔ تمام ذرائع یکساں حیثیت نہیں رکھتے۔ کسی نامعلوم اکاؤنٹ، معروف صحافتی ادارے، اصل سرکاری دستاویز اور براہِ راست گواہ کی اطلاعات کو ایک ہی وزن دینا تحقیق نہیں۔ خبر کے ماخذ کی نوعیت خود اس کی علمی قدر پر اثر انداز ہوتی ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ، فَإِنَّ الصِّدْقَ طُمَأْنِينَةٌ، وَإِنَّ الْكَذِبَ رِيبَةٌ»[36]

---

[33] UNESCO, *Guidelines for the Governance of Digital Platforms: Safeguarding Freedom of Expression and Access to Information through a Multistakeholder Approach* (Paris: UNESCO, 2023).

[34] Yūnus, 10:36.

[35] Al-Zumar, 39:18.

[36] Al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Kitāb Ṣifat al-Qiyāmah wa-al-Raqāʾiq wa-al-Waraʿ, Ḥadīth No. 2518.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

ترجمہ: جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ کر وہ اختیار کرو جو شک میں نہ ڈالے؛ کیونکہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک و اضطراب ہے۔

یہ حدیث غیر مصدقہ مواد کے معاملے میں "توقف" کی اہمیت واضح کرتی ہے۔ ہر شبہے کا فوری حل انسان کے پاس نہیں ہوتا، لیکن کسی مشکوک بات کو مصدقہ بنا کر آگے بھیجنا اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جامع الترمذی، حدیث 2518 میں یہ روایت صحیح سند کے ساتھ منقول ہے۔

صحیح نسبت کی اہمیت کو رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان سے مزید سمجھا جا سکتا ہے:

«نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا فَبَلَّغَهُ كَمَا سَمِعَ»[37]

ترجمہ: اللہ اس شخص کو شاداب رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور اسے اسی طرح پہنچایا جیسے اس نے سنی تھی۔

ڈیجیٹل نقل میں بھی "جیسے سنا" کا اصول اہم ہے۔ کسی بیان کو مختصر کرنا علمی ضرورت ہو سکتی ہے، لیکن ایسی ترمیم جو اصل معنی بدل دے امانتِ نقل کے خلاف ہے۔ عنوان، ترجمہ اور اقتباس تینوں میں اصل مفہوم محفوظ رہنا چاہیے۔

گورڈن پینی کک اور ان کے ساتھیوں نے متعدد تجربات میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ صارفین کی توجہ مختصر طور پر خبر کی درستگی کی طرف منتقل کرنے سے بعد میں ان کے ذریعے مشترک کی جانے والی خبروں کے معیار میں بہتری آتی ہے۔ ان کے الفاظ میں:

"Shifting attention to accuracy increases the quality of news that people subsequently share."[38]

ترجمہ: خبر کی صحت کی طرف توجہ منتقل کرنا بعد میں لوگوں کی جانب سے آگے پہنچائی جانے والی خبروں کے معیار کو بہتر بناتا ہے۔

یہ نتیجہ اسلامی تعلیمات کی دلیل نہیں بلکہ ایک معاصر تجربی مشاہدہ ہے۔ تاہم اس سے یہ عملی حقیقت سامنے آتی ہے کہ غلط معلومات کا اشتراک ہمیشہ جان بوجھ کر جھوٹ پھیلانے کے باعث نہیں ہوتا؛ بسا اوقات صارف کی توجہ صحت کے بجائے جذبات، حیرت یا فوری ردعمل پر ہوتی ہے۔ اسی لیے اشاعت سے پہلے ایک مختصر سوال — "کیا یہ بات واقعی درست ہے؟" — ایک مؤثر ابلاغی عادت بن سکتا ہے۔

ڈیجیٹل تحقیقِ خبر کے لیے ایک عملی ترتیب یہ ہو سکتی ہے: اصل ماخذ کی شناخت، مکمل بیان یا مواد تک رسائی، تاریخ اور مقام کی تحقیق، تصویر یا ویڈیو کے سیاق کی جانچ، دوسرے معتبر ذریعے سے تصدیق، مذہبی مواد میں اصل کتاب یا حدیثی ماخذ کی طرف رجوع، اور جہاں تصدیق ممکن نہ ہو وہاں خبر کو "غیر مصدقہ" ہی قرار دینا۔

۳۔ نبوی اصولوں کی روشنی میں معاصر ابلاغی اخلاقیات کا تطبیقی فریم ورک

نبوی اصولوں کی معاصر تطبیق صرف فرد کے ذاتی اخلاق تک محدود نہیں رہ سکتی۔ موجودہ اطلاعاتی نظام میں افراد کے ساتھ میڈیا ادارے، دینی تنظیمیں، تعلیمی مراکز، ریاستی ادارے اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم بھی معلومات کے بہاؤ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ بعض اوقات صارف بے ارادہ غلطی کرتا ہے، جبکہ بعض اوقات تجارتی یا سیاسی مفادات گمراہ کن مواد کی اشاعت کو تقویت دیتے ہیں۔ اس لیے ایک جامع تطبیقی خاکہ ایسا ہونا چاہیے جو فرد کی اخلاقی ذمہ داری، ادارتی شفافیت، علمی تصدیق اور انسانی حقوق سب کو ایک مربوط نظام میں شامل کرے۔

---

[37] Al-Tirmidhī, *Jāmiʿ al-Tirmidhī*, Kitāb al-ʿIlm, Ḥadīth No. 2657.

[38] Gordon Pennycook, Ziv Epstein, Mohsen Mosleh, Antonio A. Arechar, Dean Eckles, and David G. Rand, "Shifting Attention to Accuracy Can Reduce Misinformation Online," *Nature* 592 (2021): 590–595.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

قرآن مجید فرماتا ہے:

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾[39]

ترجمہ: اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔

حق اور صبر کا یہ اجتماع معاصر ابلاغ میں نہایت معنی خیز ہے۔ حق تک پہنچنا بعض اوقات وقت چاہتا ہے۔ فوری اشاعت کے دباؤ میں صبر کا فقدان غیر مصدقہ خبر کو بڑھا سکتا ہے۔ تصدیق کے لیے انتظار، فوری ردعمل سے اجتناب اور نامکمل معلومات میں فیصلہ مؤخر کرنا علمی صبر کی معاصر صورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[40]

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو۔

غلط خبر کا پھیلاؤ اکثر اجتماعی عمل ہوتا ہے۔ ایک شخص اسے بناتا، دوسرا تدوین کرتا، تیسرا عنوان دیتا اور ہزاروں افراد آگے بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح درست اطلاعاتی ماحول بھی اجتماعی تعاون چاہتا ہے۔ تحقیقی مراکز، علماء، صحافی، تعلیمی ادارے اور صارفین تصدیق، اصلاح اور معلوماتی خواندگی کو فروغ دے سکتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«الدِّينُ النَّصِيحَةُ»[41]

ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے۔

خیر خواہی ابلاغ کے مقصد کو متعین کرتی ہے۔ اگر خبر کی اشاعت کا مقصد اصلاح کے بجائے کسی شخص کی تذلیل، جماعت کے خلاف نفرت یا محض شہرت حاصل کرنا ہو تو سچی معلومات بھی اخلاقی طور پر غلط انداز سے استعمال ہو سکتی ہیں۔ نصیحت یہ تقاضا کرتی ہے کہ حق، مخاطب اور اجتماعی مصلحت تینوں کو ملحوظ رکھا جائے۔

عصرِ حاضر میں یونیسکو نے بھی ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کی حکمرانی کے لیے شفافیت، جواب دہی، صارفین کو معلوماتی وسائل مہیا کرنے اور مختلف متعلقہ فریقوں کی مشترکہ ذمہ داری پر زور دیا ہے۔ اس کی رہنما ہدایات میں پلیٹ فارمز، ریاستوں، ذرائع ابلاغ، تعلیمی اداروں، سماجی تنظیموں اور تکنیکی حلقوں سب کا کردار بیان کیا گیا ہے۔[42]

نبوی اصولوں کی روشنی میں معاصر ابلاغی اخلاقیات کا تطبیقی خاکہ درج ذیل بنیادوں پر تشکیل دیا جا سکتا ہے:

اول: اشاعت سے پہلے تثبت۔ خبر کی حساسیت اور ممکنہ نقصان کے مطابق مناسب تحقیق کی جائے۔

دوم: نسبت کی صحت۔ قول، حدیث، تصویر، ویڈیو اور دستاویز کو درست شخص، وقت اور سیاق کی طرف منسوب کیا جائے۔

سوم: متعدد شواہد۔ سنگین دعوے میں ممکن ہو تو دوسرے مستقل اور معتبر ذرائع سے تصدیق کی جائے۔

---

[39] Al-ʿAṣr, 103:3.
[40] Al-Māʾidah, 5:2.
[41] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Īmān, Bāb Bayān Anna al-Dīn al-Naṣīḥah, Ḥadīth No. 55.
[42] UNESCO, *Guidelines for the Governance of Digital Platforms*, 2023.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

چہارم: یقین کے درجے کی وضاحت۔ قطعی، غالب، محتمل اور غیر مصدقہ خبر کو ایک ہی انداز میں پیش نہ کیا جائے۔

پنجم: انسانی عزت۔ صحیح خبر کے باوجود غیر ضروری کردار کشی، نجی زندگی کی پامالی اور تذلیل سے اجتناب کیا جائے۔

ششم: ضرورت اور تناسب۔ تحقیق اور اشاعت اتنی ہی ہو جتنی جائز مقصد کے حصول کے لیے ضروری ہو۔

ہفتم: سیاق اور مخاطب۔ یہ دیکھا جائے کہ اطلاع کس شخص، کس وقت اور کس ذریعے سے پہنچانا مناسب ہے۔

ہشتم: اصلاحِ خطا۔ غلط خبر ثابت ہونے پر جہاں ممکن ہو اصلاح اسی سطح اور وضاحت کے ساتھ جاری کی جائے جس سطح پر غلط خبر پھیلائی گئی تھی۔

نہم: ادارتی جواب دہی۔ میڈیا اور دینی و تعلیمی ادارے واضح تصدیقی اصول اور اصلاحی طریقۂ کار مرتب کریں۔

دہم: معلوماتی تربیت۔ نوجوانوں اور طلبہ کو خبر، رائے، شہادت، افواہ اور مصنوعی مواد میں فرق کرنے کی عملی تربیت دی جائے۔

یہ خاکہ نبوی اصولوں اور جدید تکنیکی وسائل کے درمیان صحیح تعلق قائم کرتا ہے۔ سیرت ہمیں اخلاقی مقصد، ذمہ داری اور حدود فراہم کرتی ہے، جبکہ جدید ذرائع خبر کی فنی تحقیق میں معاون آلات مہیا کر سکتے ہیں۔

نتائجِ تحقیق

اس مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ سیرتِ نبوی ﷺ میں تحقیقِ خبر اور ذمہ دارانہ ابلاغ ایک جامع اخلاقی و معرفتی نظام کے دو باہم مربوط حصے ہیں۔ خبر کی صحت، ناقل کی ذمہ داری، ثبوت کی قوت، انسانی عزت، اشاعت کی مصلحت اور ابلاغ کے ممکنہ نتائج سب اس نظام میں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

قرآن مجید کا "فَتَبَيَّنُوا" خبر کی تحقیق، "وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ" علم کے بغیر موقف اختیار نہ کرنے، "كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ" غیر جانب دار شہادت، "قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا" درست بیان، "وَلَا تَجَسَّسُوا" نجی زندگی کے احترام اور "بِالْحِكْمَةِ" مناسب ابلاغ کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

واقعۂ افک سے معلوم ہوتا ہے کہ افواہ کی قوت اس کے ثبوت کے بجائے کثرتِ نقل سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ قرآن نے افواہ کے اصل خالق کے ساتھ ان لوگوں کے رویے کی بھی اصلاح کی جو بغیر علم اسے آگے بڑھاتے رہے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا اپنی سماعت و بصارت کو غیر ثابت دعوے سے محفوظ رکھنے کا طرزِ عمل شہادت اور معلوماتی امانت کا ممتاز نمونہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا حضرت اسامہ بن زید اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہما سے الگ الگ معلومات حاصل کرنا اس بات کو نمایاں کرتا ہے کہ سنگین دعوے میں متعلقہ اور براہِ راست علم رکھنے والوں سے تحقیق اہم ہے۔

احادیث میں ہر سنی ہوئی بات بیان کرنے سے ممانعت، جھوٹی نبوی نسبت پر وعید، اصل قول کو اسی طرح پہنچانے کی ترغیب، بدگمانی اور تجسس سے اجتناب، قولِ خیر، نرمی اور بدزبانی سے ممانعت ایک جامع ابلاغی کردار تشکیل دیتے ہیں۔

جدید تجربی مطالعات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلط معلومات سماجی ذرائع پر زیادہ تیز اور وسیع پھیلاؤ اختیار کر سکتی ہیں، جبکہ صارف کی توجہ خبر کی صحت کی طرف منتقل کرنا اس کے اشتراک کے معیار کو بہتر بنا سکتا ہے۔

ڈیجیٹل دور کے لیے نبوی منہج تکنیکی تصدیقی وسائل کا متبادل نہیں، بلکہ ان کے استعمال کے لیے اخلاقی و معرفتی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
Vol.9. No.1.2026

مصنوعی ذہانت سے تیار شدہ مواد نے "دیکھنے" اور "ثبوت" کے درمیان سابقہ تعلق کو مزید پیچیدہ کر دیا ہے، اس لیے ماخذ، سیاق اور آزاد تصدیق کی اہمیت بڑھ گئی ہے۔

اسلامی ابلاغی اخلاقیات کو پانچ بنیادی تصورات میں سمیٹا جا سکتا ہے: صحت، امانت، عدل، حکمت اور عدمِ ضرر۔

خلاصۂ بحث

تحقیقِ خبر کا نبوی منہج خبر کے ماخذ اور ناقل کی جانچ سے شروع ہو کر اس کے ممکنہ اثرات، شہادت، قرائن اور اشاعت کی مصلحت تک پھیلتا ہے۔ قرآن مجید نے خبر کی تحقیق کو انسانی حقوق کے تحفظ سے مربوط کیا اور بغیر علم کسی اطلاع کو پھیلانے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ندامت سے خبردار کیا۔ واقعۂ افک نے عملی طور پر یہ دکھایا کہ ایک غیر ثابت دعویٰ اجتماعی تکرار کے ذریعے کس طرح معاشرتی بحران پیدا کر سکتا ہے، جبکہ نبوی طرزِ عمل نے توقف، متعلقہ افراد سے معلومات، اخلاقی احتیاط اور ثبوت کی اہمیت واضح کی۔

ذمہ دارانہ ابلاغ میں صدق کے ساتھ صحتِ نسبت، انسانی عزت، رازداری، نرمی، مصلحت اور مخاطب کی رعایت بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر صحیح خبر کا بیان ضروری نہیں اور ہر دستیاب معلومات اخلاقی طور پر عوامی ملکیت نہیں۔ "فليقل خيراً أو ليصمت" خبر کی صحت سے آگے بڑھ کر اشاعت کے خیر اور ضرر کو بھی ابلاغی فیصلہ بناتا ہے۔

ڈیجیٹل دور میں یہی اصول اصل ماخذ کی تلاش، خبر اور رائے کے امتیاز، متعدد معتبر ذرائع سے تصدیق، مصنوعی مواد کی جانچ، یقین کے درجے کی وضاحت، نجی معلومات کے تحفظ اور غلطی کی نمایاں اصلاح کی صورت میں عملی شکل اختیار کر سکتے ہیں۔ اس طرح سیرتِ نبوی ﷺ کا ابلاغی منہج محض تاریخی مطالعے تک محدود نہیں بلکہ معاصر اطلاعاتی ماحول کے لیے ایک مضبوط اخلاقی رہنما فریم فراہم کرتا ہے۔

سفارشات

1۔ جامعات اور دینی اداروں کے نصاب میں "تحقیقِ خبر اور اسلامی اخلاقیاتِ ابلاغ" کو مستقل موضوع کے طور پر شامل کیا جائے۔

2۔ طلبہ کو حدیث، خبر، تصویر، صوتی مواد اور ویڈیو کے اصل ماخذ تک پہنچنے کی عملی تربیت دی جائے۔

3۔ دینی ادارے احادیث، اقوال اور تاریخی واقعات کی اشاعت سے پہلے باقاعدہ تصدیقی طریقۂ کار اختیار کریں۔

4۔ سماجی ذرائع ابلاغ کے صارفین میں "پہلے تصدیق، پھر ترسیل" کے اصول کو تربیتی مہمات کے ذریعے عام کیا جائے۔

5۔ مصنوعی ذہانت سے تیار کردہ تصاویر، آوازوں اور ویڈیوز کی تحقیق کے لیے فنی و اخلاقی تربیت کو معلوماتی خواندگی کا حصہ بنایا جائے۔

6۔ غیر مصدقہ الزامات، نجی معلومات اور سیاق سے کاٹے ہوئے مواد کی اشاعت کے بارے میں دینی و اخلاقی ضابطہ مرتب کیا جائے۔

7۔ غلط خبر کی اصلاح کو محض حذف کرنے تک محدود نہ رکھا جائے، بلکہ جہاں ممکن ہو اسی مخاطب تک واضح تصحیح پہنچائی جائے۔

8۔ ذرائع ابلاغ اور دینی صفحات کے لیے واضح "صحتِ نسبت" کی پالیسی مرتب کی جائے۔

9۔ سیرتِ نبوی ﷺ کے ابلاغی اصولوں کا صحافت، نفسیات، ابلاغیات اور مصنوعی ذہانت کے ساتھ بین العلومی مطالعہ کیا جائے۔

10۔ واقعۂ افک کو افواہ، کردار کشی اور اجتماعی اطلاعاتی رویوں کے معاصر مطالعات کے ساتھ الگ تحقیقی موضوع کے طور پر زیرِ بحث لایا جائے۔